ہمارا آئندہ رویہ

از

سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد
خلیفۃ المسیح الثانی

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ ھُوَالنَّاصِرُ

ہمارا آئندہ رویہ

(تحریر فرمودہ اگست ۱۹۴۲ء)

تشہد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

اپنے تازہ خطبہ کے بعد دُعاؤں اور غور کے بعد مَیں اس نتیجہ پر پُہنچا ہوں کہ کانگرس کی طرف سے جو مُلک میں تعطّل اور فساد پَیدا کرنے کی دھمکی دی گئی ہے اس بارہ میں ہمارے لئے دو راستے کُھلے ہیں اور اِن میں سے کسی ایک کا اختیار کرنا حکومت کے رویہ پر منحصر ہے۔ وہ دو راستے یہ ہیں۔

اوّل۔ کانگرس کی فسادانگیز جدوجہد کا مقابلہ کرنا۔

دوم۔ جماعتی طور پر اندرونی فساد کا مقابلہ کرنے میں حصہ نہ لینا اور صرف جنگ کے متعلق کوششوں میں حکومت کی مَدد پر اِکتفا کرنا۔ درحقیقت امرِ اوّل ہی ایک مکمل راستہ ہے لیکن اس بارہ میں ہمارا سابقہ تجربہ بتاتا ہے کہ:

اوّل حکومت پہلے کانگرس سے جنگ شروع کرتی ہے اور وفادار جماعتوں کو اپنی مدد کے لئے بُلاتی ہے۔ پھر جب اپنے ہمسائیوں اور بسا اوقات اپنے عزیزوں سے لڑائی شروع ہوجاتی ہے گاندھی جی روزہ رکھ لیتے ہیں یا ایسی ہی کوئی اور حرکت ہوجاتی ہے جو دل کی تبدیلی پر دلالت نہیں کرتی بلکہ صرف ایک دھمکی ہوتی ہے۔ حکومت اس سے ڈر کر کانگرس سے صُلح کرلیتی ہے اور:

(الف) وہ تعاون کرنے والی جماعتیں جو ایک غیر مُلکی حکومت کی خاطر اپنے عزیزوں اور دوستوں سے لڑنے پر آمادہ ہوجاتی ہیں نہایت شرمندہ ہوجاتی ہیں اور مہینوں اور سالوں اُن کو دوسرے لوگوں کی طرف سے طعنے ملتے ہیں۔

(ب) کانگرس کی منظّم جماعت ان کے خلاف ریشہ دوانی شروع کر دیتی ہے اور وہی حکومت جس کی تائید کی وجہ سے وہ جماعتیں بدنام ہوتی ہیں ان وفادار جماعتوں کے خلاف کانگرسی ریشہ دوانیوں کی وجہ سے کارروائیاں شروع کر دیتی ہے۔ جماعت احمدیہ کو اِس کا تلخ تجربہ حاصل ہے۔ جماعت احمدیہ نے متواتر کانگرس کے خلاف جنگ میں حکومت کا ساتھ دیا۔ کانگرس کا وہ حصہ جو مُسلمانوں میں کام کر رہا ہے احراری جماعت ہے یہ جماعت پہلے جماعت احمدیہ سے اچھے تعلقات رکھتی تھی۔ ۱۹۲۷ء کی تحریک میں میرے اشتہارات پر انہوں نے لَبَّیْکَ کہتے ہوئے مُسلمانوں کی اقتصادی تحریک کی درستی کے لئے کام کرنا شروع کیا۔ اسی سال میں چوہدری افضل حق صاحب نہایت تپاک سے مجھے شملہ میں ملتے رہے اور انہوں نے بعض سفارشیں کرنے کی بھی مجھ سے خواہش کی جس کے مطابق میں نے کام کر بھی دیا۔ اس کے بعد پھر کانگرس سے ہمارا مقابلہ ہوا۔ یہ جماعت کانگرس سے مل گئی اور ۱۹۳۴ء میں اِس نے ہمارا مقابلہ شروع کیا۔ گورنر سے لے کر ڈپٹی کمشنر تک اس کی امداد کرتے رہے اور عدالتوں میں اور عدالتوں کے باہر جماعت احمدیہ کو باغی ثابت کرنے کی کوشش کی گئی۔ ہم مسٹر بٹلر سابق نائب وزیر ہند کے ممنون ہیں جنہوں نے حکومتِ ہند کی معرفت پنجاب کی حکومت کو اِس طرف توجّہ دلائی اور اُس وقت کی حکومتِ پنجاب نے غلط بیانی کر کے اپنی جان چُھڑوائی اور حکومتِ برطانیہ کو جواب دیا کہ ہم جماعت احمدیہ کو وفادار سمجھتے ہیں حالانکہ حکومتِ پنجاب حکومتِ ہند کو جو رپورٹیں بھجواتی رہی تھی ان میں بالوضاحت جماعت احمدیہ کی وفاداری پر شکوک کا اظہار کرتی رہی تھی۔ گزشتہ سے گزشتہ سال کے جلسہ پر جب سِول اینڈ ملٹری گزٹ کے نامہ نگار نے ایک معاندانہ اور جھوٹا نوٹ میری تقریر کی نسبت شائع کیا جس میں یہ ظاہر کیا گیا تھا کہ گویا میں نے حکومت کو دھمکی دی ہے کہ ہم کانگرس کی طرح عدمِ تشدد کے قائل نہیں اور ہم حکومت کا تشدّد سے مقابلہ کریں گے جو ایک صریح جُھوٹ تھا اور ہمارے عقائد کے خلاف تھا تو اِس پر اُس وقت کے گورنر صاحب نے حکومتِ ہند کو اِس جھوٹے نوٹ کی طرف توجہ دلائی اور جو تردید میری طرف سے ہوئی تھی اُسے اِس رنگ میں پیش کیا کہ گویا میں نے بعد میں جھوٹ بول کر اپنی تقریر کی تردید کی ہے اور یہ گورنر صاحب اپنی خط وکتابت میں اپنے آپ کو میرا Very sincere friend لکھا کرتے تھے۔ تازہ واقعہ ڈلہوزی کا واقعہ ہے اِس میں ہمیں باغی بتانے کی کوشش کی گئی تھی اور اس کوشش کے پیچھے بعض مخالفینِ حکومت کا ہاتھ تھا جنہوں نے بعض پولیس افسروں سے مل کر یہ شرارت ہم سے وفاداری کا بدلہ لینے کے

لئے کی تھی۔

ان تمام واقعات سے ظاہر ہے کہ حکومت کے ساتھ تعاون سب سے بڑا جُرم ہے۔ گورنمنٹ کے مخالف ان باتوں کو نہیں بُھولتے وہ بعد میں بدلہ لینے کی ہر تدبیر اختیار کرتے ہیں اور حکومت کے بعض افسر اِن کی پیٹھ ٹھونکتے اور وفاداروں کو باغی بتانے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان حالات کی موجودگی میں اگر کانگرس اپنی دھمکی کو عملی جامہ پہنائے اور ایک عام شورش مُلک میں پیدا کر دے تو چونکہ یہ اس کی آخری جنگ ہوگی وہ ان جماعتوں کے خلاف یقیناً نفرت کے جذبات سے بھر جائے گی جو اِس وقت اس کا مقابلہ کریں۔ حکومت کے استحکام کے لئے یہ قربانی کی جاسکتی ہے مگر سوال یہ ہے کہ اگر حکومت خود ہی چند دنوں کے بعد گاندھی جی کے روزہ سے ڈر کر کانگرس کے آگے ہتھیار ڈال دے تو اِن تعاون کرنے والی جماعتوں کے لئے ہندوستان میں کونسی جگہ رہ جائے گی؟ وہ ایک لمبے عرصہ کے لئے ذلیل ہو جائیں گی اور مُلک میں اپنا وقار کھو بیٹھیں گی۔ پس ان حالات میں مَیں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ باوجود سابقہ تلخ تجربہ کے ہم حکومت کی مدد کرنے کے لئے تیار ہیں اور اپنے تمام ذرائع اس کے سپرد کرنے کے لئے آمادہ ہیں بشرطیکہ وہ اِس امر کا واضح الفاظ میں اعلان کر دے کہ وہ مسٹر گاندھی کے روزہ سے ڈر کر یا کسی اور ایسی ہی تدبیر سے خائف ہو کر اِس وقت مُلک میں فساد کرنے والوں کے آگے ہتھیار نہ ڈال دے گی اور ندامت کے اظہار یا اپنی غلطی کا اقرار لئے بغیر انہیں آزاد نہ کرے گی۔ اگر وہ یہ اعلان کر دے تو باوجود سابقہ تلخ تجربہ کے ہم اس کی جماعتی طور پر مدد کرنے کے لئے تیار ہونگے۔ اگر ایسا نہ ہو تو پھر یہی صورت ہمارے لئے باقی رہ جائے گی کہ جہاں تک جنگ کا تعلق ہے ہم حکومت کی مدد کرتے رہیں گے لیکن اندرونی فسادات کے متعلق ہم غیر جانبدار کی حیثیت میں رہیں گے گورنمنٹ اور کانگرس آپس میں نپٹتے پھریں ہم جماعتی طور پر اِس جھگڑے میں کوئی حصّہ نہ لیں گے۔ ہاں اگر منفردانہ طور پر جماعت احمدیہ کا کوئی آدمی گورنمنٹ کی مدد کرنا چاہے تو ہم اِس سے اُسے روکیں گے نہیں مگر کانگرس کی مدد کسی احمدی کو انفرادی طور پر بھی نہ کرنے دیں گے کیونکہ حکومت کا مقابلہ کرنا ہمارے مذہبی اصول کے خِلاف ہے۔

میرے مندرجہ بالا نتیجہ پر پہنچنے کے معنے یہ ہیں کہ ہمارا آئندہ طریق عَمل حکومت کے فیصلہ پر منحصر ہے اگر حکومت اس امر کا اعلان کر دے گی کہ توبہ کا اعلان کئے بغیر وہ فتنہ پیدا کرنے والوں کو نہیں چھوڑے گی اور کانگرس سے ڈر کر اُس سے صُلح نہ کرے گی تو ہم پُورے طور پر اس کا

ساتھ دیں گے لیکن اگر وہ ایسا اعلان نہ کرے گی تو ہم اپنے قومی تعاون کو جنگی کوششوں تک محدود رکھیں گے۔

اب میں جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ چونکہ وقت تھوڑا ہے ہر جگہ کی جماعتوں کو اپنے آپ کو فوراً زیادہ سے زیادہ منظّم کرنا شروع کر دینا چاہیئے تا اگر مُلک میں فساد ہو اور ہم حکومت کا ساتھ دینے کا فیصلہ کریں تو فوراً عملی کام شروع کیا جاسکے۔ اگر اِس دفعہ ہندوستان میں فساد ہوُا تو وہ پہلے فسادوں کی طرح نہ ہوگا بلکہ غالباً بہت وسیع ہوگا اور باوجود کانگرس کے عدمِ تشدد کے دعویٰ کے وہ خون ریزی اور قتل وغارت کا پیش خیمہ ثابت ہوگا سو اس کا مقابلہ کرنے سے پہلے ہمارے دوستوں کو اپنی جانوں اور مالوں کی قربانیوں کا تہیّہ کرنا پڑے گا۔ وہ لوگ ہرگز اس کام کے لئے تیار نہ ہوں جو دوسرے دن مجھے خط لکھنے لگیں کہ کانگرسی ہمیں یُوں ستاتے ہیں اور یُوں دُکھ دیتے ہیں مرکز ہماری مدد کرے۔ ان بُزدل سپاہیوں کی اس جنگ میں ضرورت نہ ہوگی جو لڑائی پر جاتے ہوئے پہرہ کا مطالبہ کریں اُن کا مقام احمدیت میں نہیں ہے ان کو اپنی جانیں بچانے کے لئے ارتداد اختیار کر لینا چاہیئے کہ احمدیت کی بھٹی انہیں قبول کرنے کے لئے تیار نہیں۔ ہمیں اگر اس جنگ میں شریک ہونا پڑا تو اِس کی امید بھی نہ رکھنی ہوگی کہ حکومت ہماری مدد کرے گی یا مرکز ہماری مدد کرے گا بہادر اِن اُمور کی طرف نگاہ نہیں رکھتے وہ صرف ایک بات جانتے ہیں قربانی اور پھر قربانی۔ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

خاکسار

مرزا محمود احمد

(الفضل ۱۸؍اگست ۱۹۴۲ء)